امیر المؤمنین، خلیفۂ راشد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ
شدت وہیبت میں جبریل کے مثیل

مولانا محمد مغیرہ*

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے خلیفہ امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حسب دستور ایک رات گشت کرتے ہوئے آبادی سے باہر ایک کھلے میدان میں جا نکلے۔ گھاس پھونس کی ایک جھونپڑی نظر آئی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ تاریکی میں ایک آدمی بے چارگی کی حالت میں بیٹھا ہے جب کہ جھونپڑی سے عورت کے کراہنے کی آواز آرہی ہے۔ امیر المؤمنین اس آدمی کے پاس گئے سلام کیا اور پوچھا ''تو کون ہے اور اس صحرا میں کیوں ٹھہرا ہوا ہے''۔ جس پر اس نے کہا ''بوریہ نشین ہوں یہاں آیا ہوں کہ امیر المؤمنین کے جود وسخا سے فیض پاؤں۔ یہ میری بیوی ہے اور دردِ زہ میں مبتلا ہے۔ امیر المؤمنین نے کہا کیا اس کی مدد کے لیے کوئی عورت ہے؟ جواب ملا نہیں۔

امیر المؤمنین سیدھے اپنے گھر پہنچے اور اپنی زوجہ سیدہ ام کلثوم بنت سیدنا علی رضی اللہ عنہما سے فرمایا ایک کارِ ثواب ہے، کروگی؟ زوجہ کہنے لگیں کیا کام ہے؟ فرمایا ایک غریب الدیار عورت ہے، دردِ زہ میں مبتلا ہے۔ سنتے ہیں سیدہ اُمِ کلثومؓ تیار ہوگئیں۔ خود امیر المؤمنین نے خورونوش کا کچھ سامان لیا اور اپنی اہلیہ کے ہمراہ مسافر کے پڑاؤ کی طرف چل دیے۔ آپؓ نے اہلیہ کو اندر بھیج دیا اور خود مسافر کے پاس بیٹھ گئے بلکہ آگ جلا کر دیگچی میں کھانا پکانے لگے۔ کچھ دیر بعد اندر سے آواز آئی امیر المؤمنین! اپنے مسافر بھائی کو مبارکباد دیجیے اللہ نے اس کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ امیر المؤمنین کو اپنے پاس موجود پاکر مسافر کے پاؤں سے زمین سرک گئی۔ امیر المؤمنین نے مسافر کی پریشانی کو دیکھ کر تسلی دی کہ میں تمھارا خادم ہوں، پریشان کیوں ہوتے ہو؟ اطمینان رکھو۔ امیر المؤمنین نے دیگچی اٹھائی اور دروازہ کے قریب آکر رکھ دی، اپنی اہلیہ کو آواز دی کہ یہ لے جاؤ اور اپنی بہن کو کھلاؤ۔ فراغت کے بعد امیر المؤمنین اپنی اہلیہ کے ساتھ واپس چلے گئے۔

سیدنا عمر فاروق اعظمؓ کی زندگی اس قسم کے واقعات سے مزین ہے۔ رعایا آپ سے بہت خوش رہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے بہت سے فضائل منقول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

*ناظم شعبۂ تبلیغ، ڈپٹی سیکرٹری جنرل مجلس احرارِ اسلام پاکستان

''میں نے ایک دن خواب میں جنت کی سیر کی۔ مجھے ایک محل نظر آیا۔ مجھے گمان ہوا کہ یہ محل میرے لیے ہوگا۔ جب میں نے اس محل کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ عمر بن خطابؓ کا ہے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا:

''میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

ایک دوسری حدیث میں فرمایا:

''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے۔''

جیسے سابقہ کتب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ملتا ہے۔ ایسے ہی آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک دفعہ ایک عیسائی عالم سے ملاقات ہوئی۔ عیسائی عالم نے کہا:

''ہماری کتابوں میں تمھارے کارناموں پر روشنی ڈالی گئی ہے، آپ کو'' قرن حدید'' (فولادی سینگ) کہا گیا ہے۔'' حضرت عمرؓ نے پوچھا'' قرن حدید'' یعنی فولادی سینگ سے کیا مراد ہے؟ عیسائی عالم نے کہا'' فولادی سینگ سے مراد بے حد سخت گیر حاکم یعنی عدل کے معاملہ میں متشدد فرمانروا ہے۔''

اسی صفت کو ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

''وَاَشَدُّهُمْ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ'' اللہ تعالیٰ نے کائنات کا نظام اسباب کے ساتھ متعلق کیا ہے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کا تاج پہنایا گیا تو آپ نے اپنی نبوت ورسالت کا اعلان فرمایا اور دعوت الی التوحید پر گامزن ہوئے تو کچھ لوگ اسلام قبول کرنے لگے مگر حال یہ تھا جو بھی اسلام قبول کرتا وہ دھر لیا جاتا۔ جن میں حضرت بلالؓ، حضرت عمارؓ جیسے کئی صحابہ تھے۔ حتیٰ کہ عثمانؓ اور حضرت ابوبکرؓ جیسے معزز حضرات بھی اسلام قبول کرنے کے بعد کسی نہ کسی بہانے دھر لیے جاتے۔ حالانکہ وہ قبول اسلام سے پہلے بھی معاشرے میں معزز سمجھے جاتے تھے اور اپنا اثر ورسوخ رکھتے تھے۔

کون صحابی ہوگا جو کفار کے ظلم وستم سے بچا ہو؟ جب خود خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے ظلم وستم کا شکار رہے تو غلاموں کی تو بات ہی اور ہے۔ کفار نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغی سرگرمیاں ختم کی جائیں۔ جس کے لیے حضور علیہ السلام کو قتل کرنے کے منصوبے بنائے گئے مگر اللہ کو کچھ اور منظور تھا۔ قریباً چالیس کے قریب لوگ مسلمان ہوئے مگر سارے کے سارے کفار کے تختہ مشق بنے ہوئے تھے۔ جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پریشان وغمزدہ رہتے۔

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں تشریف لائے اور غمزدہ حالت میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

''اے اللہ! عمر بن خطاب یا ابوجہل میں سے جو تیرے ہاں محبوب ہوں، اس سے اسلام کی عزت عطا فرما'' دعا

کے بعد ایسے اسباب بنا کہ حضرت عمرؓ غلام بن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جا پہنچے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دعائے پیغمبر کھینچ کر اسلام کی طرف لا رہی تھی اور یہ اللہ کی طاقت ہے جو چاہے کرے۔ حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی غرض سے نکلے تھے۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چہرے پر آثار تبدیل ہوتے دیکھے تو ان سے رہا نہ گیا فرمانے لگے: ''عمر مبارک ہو معلوم ہوتا ہے حضور علیہ السلام کی دعا تیرے حق میں قبولیت اختیار کر چکی ہے'' یہ سن کر فرمانے لگے: ''خباب! مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلو۔'' حضرت خباب رضی اللہ عنہ خوشی خوشی عمر کو ساتھ لیے دارِ ارقم کی طرف چل دیے، جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم جمع ہوا کرتے تھے۔ پہنچتے ہی حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے دستک دی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اندر آنے کی اجازت چاہی مگر عمر جواب تک دشمن رسول تھے، اس کو اندر آنے کی کیسے اجازت دی جا سکتی تھی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس بات سے ابھی بے خبر تھے کہ عمر پر کیا کیا انقلابات اور تغیرات آ چکے ہیں۔ کوئی بھی دروازہ کھولنے کو تیار نہ ہوا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے۔ جرأت و بہادری کے پیکر تھے۔ انھوں نے فرمایا دروازہ کھول دو اور حضرت عمرؓ کو اندر آنے دو۔ اگر اللہ نے عمر کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا ہے تو اللہ اس کو ہدایت، اسلام قبول کرنے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے کی توفیق دے گا۔ اگر عمر کے ساتھ اللہ کی طرف سے کوئی بھلائی کا ارادہ نہیں اور وہ بھی کسی غلط ارادہ سے آیا ہے تو پھر دیکھا جائے گا اور خدا کو منظور ہوا تو اُسی کی تلوار سے اسے قتل کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دروازہ کھولنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ دروازہ کھلتے ہی دو افراد نے عمر کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کرتے سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور ارشاد فرمایا:

''عمر! تو کب تک دشمنی سے باز نہیں آئے گا؟۔''

عمر سر جھکائے انا کو چھوڑ کر ہمہ تن حاضر خدمت ہو چکے تھے۔ عرض کیا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤں۔ اور زبان سے یہ الفاظ جاری ہو گئے۔ **اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ** جس پر حضور علیہ السلام کا چہرہ چمک اٹھا اور فرطِ مسرت سے بآواز بلند نعرۂ تکبیر کہا۔ صحابہ بھی خوش ہو رہے تھے کہ جبرائیل آسمانوں سے لپک کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آسمان کے مکینوں اور فرشتوں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حلقۂ اسلام میں داخل ہونے کا شدید انتظار تھا اور اب تمام آسمان والے عمر کے اسلام لانے پر بے حد مسرور ہیں۔ پیغمبر اسلام نے دین حق کی عزت کے لیے عمر مانگا تھا لہذا ایسے ہی ہوا کہ عمر کے اسلام قبول کرتے

ہی دین کی عزت اور غلبہ شروع ہوگیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ سچے نہیں، کیا ہمارا دین سچا نہیں تو پھر کیوں ہم اللہ کی عبادت چھپ کر کریں۔''

رحیم وکریم پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا:

''تیری قوم ہمیں کعبۃ اللہ میں نماز نہیں پڑھنے دیتی۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے ساتھ ہی مسلمان حرم میں علی الاعلان نمازیں پڑھنے لگے اور علانیہ طور پر دعوت وتبلیغ کا کام شروع ہوگیا۔

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

''میرے دو وزیر آسمان پر ہیں، یعنی جبرائیل ومیکائیل علیہما السلام اور دو زمین پر ہیں یعنی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے یارِ غار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اپنی دعا کے ثمر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں تمھیں بتانا چاہتا ہوں کہ ملائکہ میں تم دونوں جبرائیل ومیکائل سے اور انبیاء میں ابراہیم ونوح علیہما السلام سے مشابہ ہو۔ میکائیل علیہ السلام اپنی رحمت اور ابراہیم علیہ السلام اپنے عفو ودرگزر کی صفتوں کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور جبرائیل علیہ السلام اپنی شدت وہیبت اور دشمنانِ خدا پر اپنی گرفت اور نوح علیہ السلام اپنے پیغمبرانہ جلال اور زمین پر کفار کی بربادیٔ مطلق کی آرزو کے ساتھ عمر رضی اللہ عنہ کی شخصیت میں جلوہ فرما ہیں۔ نیز حضور علیہ السلام نے فرمایا:

''منافق ابوبکر وعمر سے محبت نہیں کرسکتا اور مؤمن ان دونوں سے کینہ اور بغض نہیں رکھ سکتا۔''

ایک دن مسجد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس شان سے داخل ہوئے کہ آپ کے دائیں ہاتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بائیں ہاتھ عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''محشر میں ہم (تینوں) اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔''

ایک اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب مجھے قیامت کے دن اٹھایا جائے گا تو میں ابوبکرؓ وعمرؓ کے درمیان ہوں گا۔ ہم تینوں حرم کے درمیان کھڑے ہو جائیں گے۔ اس کے بعد اہل مدینہ اور اہل مکہ آئیں گے۔''

اس سے بڑھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کیا فضیلت ہوسکتی ہے کہ حضور علیہ السلام کا وجود مبارک جس خمیر سے اٹھایا گیا اسی سے عمر رضی اللہ عنہ کا خمیر بھی اٹھایا گیا اور اسی میں اکٹھے لوٹائے گئے۔ جس پر قرآن شاہد ہے۔ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى۔